رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷ — Registered No. L 77

تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب)

نمبر ۳۸ | قادیان دار الامن و الامان - مورخہ ۱۵ ار دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۲ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

Digitized by Khilafat Library

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تحریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہوسکتا ہے۔ اور ہم بقدر دار ار ہاتی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کردیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدیا کریں اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اور اس نبی اللہ کی قبر کے نزدیک دہنے گوشہ میں ایک پتھر رکھا ہے جس پر انسان کے پاؤں کا نقش ہے کہتے ہیں کہ یہ قدم رسول کا ہے۔ غالباً اس شہزادہ نبی کا یہ قدم بطور نشان کے باقی ہے۔ دو باتیں اس قبر پر بعض مخفی اسرار کی گویا حقیقت نما ہیں۔ ایک وہ سوراخ جو قبر کے نزدیک ہے۔ دوسرے یہ قدم جو پتھر پر کندہ ہے۔ باقی تمام صورت مزار کی نقشہ میں دکھائی گئی ہے

خدا تعالے کے فضل اور کرم سے مخالفوں کو ذلیل کرنے کے لئے

اور اس مقام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ جو سرینگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلاشک و شبہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی قبر ہے۔ مرہم عیسٰے جس طب کی ہزارہا کتاب بلکہ اس سے زیادہ گواہی دے رہی ہے اسبات کا پہلا ثبوت ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے صلیب سے نجات پائی تھی وہ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے اس مرہم کی تفصیل میں کھلی کھلی عبارتوں میں طبیبوں نے لکھا ہے کہ یہ مرہم ضربہ سقطہ اور ہر قسم کے زخم کے لئے بنائی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کیلئے تیار ہوئی تھی یعنے اُن زخموں کے لئے جو اُنکے ہاتھوں اور پیروں پر تھے۔ اس مرہم کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی قلمی لکھی ہوئی ہیں۔ یہہ طبیب صرف مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی یہودی اور مجوسی بھی ہیں جنکی کتابیں ابتک موجود ہیں۔ قیصر روم کے کتب خانہ میں بھی رومی زبان میں ایک قرابادین تھی۔ اور واقعہ صلیب سے ۲۰۰ برس گذرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دنیا میں شائع ہو چکی تھیں۔ پس بنیاد اس مسئلہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اول خود انجیلوں سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور پھر مرہم عیسٰے نے علمی تحقیقات کے رنگ میں اس ثبوت کو دکھلایا پھر بعد اسکے وہ انجیل جو حال میں تبت سے دستیاب ہوئی ہے اُس نے صاف گواہی دی کہ حضرت عیسٰے ضرور ہندوستان کے ملک میں آئے ہیں۔ اسکے بعد اور بہت سی کتابوں سے اس واقعہ کا پتہ لگا۔ اور تاریخ کشمیر اعظمی جو قریباً دو سو برس کی تصنیف ہے اُسکے صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ سید نصیر الدین کے مزار کے پاس جو دوسری قبر ہے عام خیال ہے کہ یہہ ایک پیغمبر کی قبر ہے"۔ اور پھر یہی مورخ اُسی صفحہ میں لکھتا ہے کہ ایک شہزادہ کشمیر میں کسی اور ملک سے آیا تھا۔ اور زہد اور تقویٰ اور ریاضت اور عبادت میں کامل درجہ پر تھا۔ وہی خدا کی طرف سے نبی ہوا اور کشمیر میں آکر کشمیریوں کی دعوت میں مشغول ہوا جس کا نام یوز آسف ہے۔ اور اکثر صاحب کشف خصوصاً ملا عنایت اللہ جو راقم کا مرشد ہے فرماگئے ہیں کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہو رہے ہیں"۔ یہہ عبارت تاریخ اعظمی کی فارسی میں ہے جسکا ترجمہ کیا گیا اور محمڈن اینگلو اورینٹل کالج میگزین ستمبر ۱۸۹۶ء اور اکتوبر ۱۸۹۶ء میں بتقریب ریویو کتاب شہزادہ یوز آسف جو مرزا صفدر علی صاحب سرجن فوج سرکار نظام نے لکھی ہے تحریر کیا ہے کہ یوز آسف کے مشہور قصہ میں جو ایشیا اور یوروپ میں شہرت پا چکا ہے پادریوں نے کچھ رنگ آمیزی کر دی ہے یعنے یوز آسف کی سوانح عمری پر جو حضرت مسیح کی تعلیم اور اخلاق سے بہت مشابہ ہے۔ شاید یہہ تحریریں پادریوں نے اپنی طرف سے زیادہ کر دی ہیں۔ لیکن یہہ خیال سراسر سادہ لوحی کی بنا پر ہے۔ بلکہ پادریوں کو اُس وقت یوز آسف کی سوانح ملے ہیں جبکہ اس سے پہلے تمام ہندوستان اور کشمیر میں مشہور ہو چکے تھے۔ اور اس ملک کی پورانی کتابوں میں اُن کا ذکر ہے اور اب تک وہ کتابیں موجود ہیں۔ پھر پادریوں کو تحریف کے لئے کیا گنجایش تھی۔ ملاں پادریوں کا یہہ خیال کہ شاید حضرت مسیح کے حواری اس ملک میں آئے ہونگے۔ اور یہہ تحریریں یوز آسف کی سوانح میں اُن کی ہیں یہہ سراسر غلط خیال ہے۔ بلکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یوز آسف حضرت یسوع کا نام ہے جس میں ان کے پیرکیوجہ سے کسیقدر تغیر ہو گیا ہے۔ اب بھی بعض کشمیری بجائے یوز آسف کے عیسٰی صاحب ہی کہتے ہیں جیسا کہ لکھا گیا۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ ؛

مستند انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دہ روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ [illegible] - خالص ممیرہ فی ماشہ [illegible] روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ [illegible] خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندرونی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اسلئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں اچھے ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ بہت ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر جی ایم [illegible] صاحب بہادر ایم بی ایم ایس یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلستان ملٹری سرجن۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ [illegible] پر ہوا [illegible] مریضہ مذکور کی آنکھیں بچپن [illegible] اور [illegible] آنکھیں سرخ اور ورم کھائی ہوئی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان تاروں کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تسلیم التماس ہے کہ جناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار کی عورت کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - مریضہ مذکورہ بندہ ہی کی معرفت شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے چنانچہ اپنی [illegible] اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام [illegible] تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیری کا سرمہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیری کا سرمہ [illegible] بقیمت طلب پارسل خدمت فدوی میں [illegible] راقم ڈاکٹر [illegible] سنگھ ہسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ۔

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔

[illegible] مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائینس بنک میں [illegible] مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

خطبہ (موعظت)

جو
مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ۹ ردسمبر ۱۸۹۸ء
بروز جمعہ پڑھا

نمبر اول

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین - اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - بسم اللہ الرحمن الرحیم وقال الذین کفروا لرسلھم لنخرجنکم من ارضنا او لتعودن فی ملتنا فاوحی الیھم ربھم لنھلکن الظالمین ہ ولنسکننکم الارض من بعدھم ذالک لمن خاف مقامی وخاف وعید - واستفتحوا وخاب کل جبار عنید ہ من ورائہ جھنم ویسقےٰ من ماء صدید ہ

یعنے کافروں نے اُن لوگوں کو جو اُنکی طرف مامور ہو کر آئے تھے کہا ہم یقیناً تم کو اپنے ملک سے نکالدینگے ورنہ تم ہماری قوم و مذہب میں واپس آجاؤ - پروردگار نے اُن رسولوں کو کہا کہ ہم ضرور ضرور ظالموں کو ہلاک کر دالینگے اور یقیناً اسی ملک میں جس سے نکالنے کا دعوےٰ اور دھمکیاں یہہ ظالم دیتے اور کرتے ہیں تمکو انکے بعد آباد کرینگے - (مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں دھڑے بازی اور بیجا پاسداری نہیں - بلکہ ہم ایسا کیوں کرینگے؟) ذالک لمن خاف مقامی وخاف وعید - یہہ نصرت اور یہہ تائید الٰہی اُس شخص کے واسطے ہے جو میری حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے - اور جو یہہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ یہہ وعید الٰہی کہیں مجھپر ہی صادق نہ آجاویں۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت دیکھو کہ دو شخص آپسمیں لڑتے ہیں - ایک شخص محض اپنی ظاہری حالت و طاقت کے بھروسہ پر اپنے حریف کو دعوے سے کہتا ہے کہ میں تم کو نیچے گرادونگا - اور قوم سے تمہاری قبولیت کو مٹادونگا - ہر قسم کی ذلت و رسوائی شامل حال کردونگا - مگر کیا اس دعوے کے وقت اُس کو قادر مطلق خدا پر بھروسہ ہوتا ہے؟ کیا اُسکی نگاہ بصیرت اور لطافت کے ساتھہ اللہ تعالےٰ کی قادرانہ اور وراء الوراء اسباب پر جاتی ہے - ہرگز نہیں بلکہ اُسکی نظر زمین اور اُسکی طاقتوں پر ہوتی ہے اُسکی نظر آسمان کی طرف اُٹھتی ہی نہیں - وہ اپنی تحریروں - رسالجات - مضامین پر ناز کرتا ہے - وہ اپنے معاونین اور سفلی مددگاروں پر ناز کرتا اور دنیا کے اسباب اور مادی چیزوں کے بل اور برتے پر توکل رکھتا ہے - یقیناً اُسکی ساری زندگی اور عمل کبھی بھی اسبات کی گواہی نہیں دے سکتے ہیں کہ وہ اس جرأت اور جسارت سے جو بولتا ہے تو قادر مطلق کے بھروسہ پر بولتا ہے - نہیں وہ اپنی ہیر پھیر اور منصوبہ بازیوں کی بنا پر بولتا ہے - کفار عرب نے جو ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراج و قتل کے دعوے کئے تو کیا خدائی بل اور طاقت پر

نہیں نہیں بلکہ اپنی تدبیروں اور مدبروں کی چالبازیوں پر بھروسہ کرکے اور آنحضرت صلعم کو ناتوان بیکس بے بس پاکر اور اپنے آپکو توانا اور قوم اور برادری کے سرگروہ سمجھکر وہ کہتے تھے کہ ہم تجھکو ارض مکہ سے نکالڈالینگے - لنخرجنکم میں ل تاکید اور پھر ن ثقیلہ کے ذریعے سے جو تاکید مکرر کی گئی ہے اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہ اپنی ساری طاقت - ہمت - تدابیر - اور ہر ایک قسم کی حیلہ سازی کو زیر نظر رکھکر اور بزعم خود پورا وثوق رکھتے تھے - کہ چونکہ مادی اسباب ہمارے ہاتھہ میں ہیں ہم اُن کو جلاوطن کردینگے - مگر اُن کا یہہ دعوےٰ جو بڑے شدومد سے کیا گیا تھا کیوں پورا نہوا؟ اسکی اصل آئی ہے اور خدا تعالےٰ خود اُس گُر کو بیان فرماتا ہے - ایک طرف اُن کو قوم کے سرکش مدبر اور سرگروہ یہہ دھمکی دیتے تھے کہ ہم تمکو جلاوطن کردینگے - دوسری طرف اللہ تعالےٰ اپنے فرستادوں کی حمایت اور نصرت میں اُن کی سکینت اور اطمینان کامل کے لئے اُنسے یوں وعدہ کرتا ہے - فاوحی الیھم ربھم لنھلکن الظالمین - یعنے ہم یقیناً یقیناً ظالموں کو ہلاک کردینگے ☨

اسمقام پر بھی اُسی رنگ اور ڈھنگ سے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے - ل تاکید اور ن ثقیلہ لنھلکن میں بھی موجود ہے - اب دیکھنا یہہ ہے کہ ان دونوں صیغوں میں سے کونسا صیغہ کارگر ہوا - اور کیوں ہوا - اللہ تعالےٰ نے اُن کے اُس دعوے کے وقت اپنے بندوں کو حوصلہ دلایا کہ ہم اُن کو یقیناً یقیناً ہلاک کرڈالینگے اور پھر یہی نہیں بلکہ اُن کے بعد تم کو اُس سرزمین میں آباد کرینگے - اُن کے مکانات - اُن کے اسباب واملاک - اُن کے وہ سونے چاندی کے زیورات - اُن کے وہ قیمتی اور جڑاؤ کنگن تم کو دینگے اور تم ہی مال ومنال اور اسباب و زمین کے مالک اور وارث بنوگے اب دیکھو کہ اسطرف کافروں نے بھی ایسا ہی دعوےٰ کیا کہ ہم تمکو

نکال ڈالینگے اور ادھر یہہ مامور من اللہ بھی اُن کی ہلاکت اور اپنی حکومت مستقلہ کی خبر دیتے ہیں - اسمیں فرق کیا ہے؟ اور پھر کیوں ایک وعید تو سرسبز اور باروَر ہوا اور دوسرا جو اُسی رنگ میں کہا گیا نامراد رہتا ہے - اصل یہہ ہے کہ کافر تو اپنی ظاہری شوکت و طاقت - اپنے سامان و اسباب کو دیکھکر بولتے ہیں - مگر مامور من اللہ اپنی ناتوانی پر نظر نہ کرکے - وراء الوراء خدا کی طاقت - اُسکی جلال - وغیرہ کو دیکھکر بولتے ہیں - وہ اُسکی قادرانہ اختیارات و اقتدار کو دیکھتے ہیں - اور اُسی کے ہاں صرف اُسی کے بل اور برتے پر بولتے ہیں اور اُسی جوش اور ہیبت سے اُن کی ہلاکت اور اپنی فتح کی خبر دیتے ہیں - یہہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ اُن کو اپنی قدرت اور شوکت نے یہہ جرأت اور جسارت نہیں دلائی بلکہ اپنی قدرت و طاقت کی بجائے تو اُن کو اپنی بیکسی و بے بسی اور ناتوانی نظر آتی ہے - بلکہ یہہ کلمات خدا تعالےٰ نے آپ اس شوکت اور دلیری کے ساتھہ اُنکی مونہہ سے نکلوائے ہیں - ظاہری رنگ میں تو مامور عاجز و تنہا بیکس و بے پر انسان ہے - حشم و خدم اُسکے ساتھہ نہیں - خزانہ اور دولت اُسکے پاس نہیں - کسی قسم کے اسلحہ اور ہتھیار سے وہ مسلح نہیں - دوسری طرف مخالف اپنی تمام قوموں - انجمنوں اور سوسائٹیوں - مختلف فرقوں کے بل پر دعوی کرتے ہیں - مگر یہہ مامور من اللہ اُس ناتوانی اور بیکسی میں بھی اس سے بڑھکر جرأت و جسارت کے ساتھہ اپنی کامیابی اور فریق مخالف کی ذلت کے ساتھہ ناکامی کا دعوےٰ کرتا ہے - رسالے اور تالیفیں اور سرکر بھی نکلتی ہیں اور وہ اپنے رسوخ پر اتراتے اور ناز کرتے ہیں - اور انہیں تیروں کے حوصلے پر چھپ کر دھمکیاں دیتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے یہہ کارخانہ مٹ جاویگا - مگر ادھر اُن کو آواز آتی ہے انا الفتاح افتح لک تو ہے فتحاً مبیناً میں فتاح ہوں میں سربستہ خزانوں کو کھولدونگا عنقریب تم کُھلی کُھلی فتح دیکھ لوگے - پس اُسکے پاس ظاہری سامان فتوحات کے نہیں - کیا اُسکے پاس کوئی ایسی تلوار ہے کہ ایک دفعہ ہی کل مخالفوں کے

☛ ☨ اس آیت پر غور کرنے سے پتہ ملتا ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ اُن کی شرارتوں اور شیطنتوں سے مجبور ہو کر مامور من اللہ کو اپنے وطن سے نکلنا پڑے - کیونکہ لنخرجنکم من ارضنا کے بالمقابل لنھلکن الظالمین ہے - اُن کے ظلم و تعدی کا کمال تب ہی ہوتا ہے کہ وہ اُنکو چند روز یا چند سال کے لئے اپنے ملک سے نکال سکیں - اسکے بعد نصرت الٰہی اُسکے شامل حال ہوتی ہے - اور پھر خدا تعالےٰ اُن کا ملک اُسی دیتا ہے - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہجرت کرنی پڑی - اور ایسا ہی حضرت موسی علیہ السلام کو - اور حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی انڈیا میں آنا پڑا - غرض یہہ امر ممکن ہے کہ شریروں کی شرارت اور حد سے بڑھی ہوئی بدذاتی کسی مامور من اللہ کو کچھہ عرصہ تک اپنے وطن کو الوداع کہنے پر مجبور کرے - بلکہ قرینہ یہی چاہتا ہے کہ ایسا کرنا پڑتا ہے - جیسا ہمنے تبلایا کہ عظیم الشان نبیوں کو کرنا پڑا - اس مقام پر لنخرجنکم کے جواب میں لنھلکن فرمایا اور پھر اسکے بعد لنسکننکم کا ارشاد اُسکی اور بھی صراحت کرتا ہے - کیونکہ اگر اخراج نہو تو وہ سکونت کیسی ہے - اور یہہ بعد اھلاک - پس ہمارے اپنے خیال میں یہہ آیت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ بعض اوقات مامور من اللہ کو شریروں کی ایذا دہی سے داغ ہجرت کھانا پڑتا ہے - مگر آخر کار فتح اُن کی ہی ہوتی ہے - اور وہ اصلی وطن اُن کو دیا جاتا ہے - اور عزت و اقتدار کے ساتھہ دیا جاتا ہے - اس ہجرت میں راز یہہ ہوتا ہے کہ تا اُسوقت صادق کے ساتھہ سچا اخلاص رکھنے والے اور منافقانہ طبع رکھنے والوں کی صفائی ہوجاوے - اور ظالم اپنے ابتدائی منصوبوں میں بظاہر کامیاب ہو کر خوش ہولیں - اور تکمیل ظلم کرلیں - کیونکہ اُسکا لازمی نتیجہ وہ ہلاکت ہونیوالی ہے - اور اسمیں کرشمۂ قدرت ہے (ایڈیٹر) ÷

سرکاٹ ڈالے۔ نہیں بالکل نہیں تو صاف آشکار ہے کہ وہ جس جرأت اور جسارت سے بولتا ہے وہ اپنی کسی قوت و شوکت کے بھروسہ پر نہیں بلکہ کل طاقتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ قادر مطلق خدا کی نصرت اور تائید کی بناء پر بولتا ہے۔ اسی لئے تو وہ جیت جاتا ہے۔ اور مخالف خائب خاسر رہکر ہلاک ہو جاتے ہیں اور اپنے تمام مادی اسباب کے ہوتے ہوئے ذلت کی گڑھیا اوندھے ہو کر گرتے ہیں۔ اب سوال یہہ ہے کہ اس نصرت اور تائید الٰہی کو کھینچ لانیوالی۔ اور ذلت اور غضب الٰہی کو بھڑکانیوالی کونسی چیز ہے یہہ تو مسلم ہے کہ راستباز اور متقی بالآخر کامیاب ہو جاتا ہے۔ مگر سوال یہہ ہے کہ کیوں۔ ہم اسکا جواب خود کتاب اللہ نے دیا ہے کہ یہہ نصرت ایسے شخص کو ملتی ہے جو اس آیۃ شریفہ **ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید** کا مصداق ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ تو سب کا خالق ہے اُسکی ذات میں ضد اور چڑ نہیں۔ جیسے انسان کسی سے جل بھنکر کباب ہو کر اُسے صدمہ پہنچاتا ہے۔ وہ پاک ذات اس سے پاک ہے وہ مشتعل اور متاثر ہو کر کسیکو ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ عین رحمت و رحیمیت ان سچی حکمت ہے۔ اگر وہ کسیکو کاٹتا ہے تو قادرانہ اور حکیمانہ نظام سے اور اگر لگاتا ہے تو ایک مقتدرانہ مگر الحق نظام سے۔ ایک انسان کی خاطر وہ ہزاروں ہزار کی پرواہ نہیں کرتا۔ اُن سب کی تقریریں۔ تحریریں۔ انشاپردازی اور علم کی طاقتیں سب کی سب سلب کر دیتا ہے اور اُن کو اوندھا کر کے گرا دیتا اور نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بات یہہ ہے کہ وہ چیز جس سے الوہیت کو ذوق ملتا ہے وہ عبودیت کا وہ کمال ہے جو اُس مامور میں پایا جاتا ہے۔ یہہ انسان کامل نہایت تذلل اور فروتنی سے پوری خشوع وخضوع کے ساتھ اُسکے آستانہ پر گرتا ہے اور الٰھی الٰھی! انت مالکی! انت مالکی!! پکارتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ایسا کھوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی الوہیت اور غیرت جوش مارتی ہے۔ آخر حکیم حمید اُس بیکس کو پوری طاقت اور قوت دیتا ہے اور اُسے کامیاب کر دیتا ہے مخالفوں کو نہ وحی اور الہام سے واسطہ۔ نہ کشف اور نہ خدا سے علاقہ۔ اُن کو اُس زندہ اور مقتدر ہستی پر اعتماد اور توکل کہاں؟ وہ تو ایک نادیدہ اور مخفی کسی تاریکی میں پڑے ہوئے خدا کے پرستار ہیں۔ اسلئے وہ اندھیری میں کسکو پکار کر نصرتوں اور تائیدوں کے مورد ہو سکتے ہیں؟ مگر یہہ مامورین اللہ ایک حی قیوم عزیز حکیم خدا پر ایمان لاتے۔ اُسکو دیکھتے اور اُسکی مقتدرانہ عجائبات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ ایک ایسے بندے کی خاطر ہزارہا بلکہ کروڑہا مخلوق کی پرواہ نہیں کرتا اور اُن کو ہلاک کر دیتا ہے وہ اسکی خاطر صاف ہوا کو وبائی اور وبائی کو صاف کر دیتا ہے اور تمام نظام کائنات میں ایک تحریک ڈالدیتا ہے۔ یہہ ظلم نہیں۔ کوئی بیجا ضد اور ہٹ سے نہیں۔ بلکہ عین رحم اور رحمانیت ہے سچی حکمت اور مصلحت ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے کہا۔ اسمیں گر یہی ہے کہ وہ جسکو مظفر و منصور کرتا ہے۔ اور اپنی تائیدات اور نصرتیں اُس کے شامل حال کرتا ہے وہ وہی ہے جو خدا تعالےٰ کی حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے

وہ سچا خوف اور خشیت الٰہی ہے جو **ربوبیت تامہ** کے جلال کے نیچے آکر ایک شوکت پاتا ہے۔ نادیدہ خدا کی پرستش کرنیوالوں میں وہ ہیبت و باک پیدا نہیں ہوتا جس سے اُن میں سچی قوت اور شوکت پیدا ہو اور پھر معاً نصرت و تائید الٰہی انہیں حاصل ہو۔ **واستفتحوا وخاب کل جبار عنید**۔ وہ دعائیں مانگتے ہیں کہ ہم کامیاب ہوں مباہلہ کرتے اور چاہتے ہیں کہ ہمکو نصرت ملے۔ ادہر راستباز اور خدا کا بندہ **مرد کامل** بھی ہاتھ اُٹھاتا۔ اور فتح و نصرت چاہتا ہے۔ ہاتھ اُٹھانے میں تو دونوں برابر ہیں۔ اُسی طرح راستباز نے ہاتھ اُٹھائے ہیں جسطرح اُس **جبار عنید** نے۔ مگر اس میدان دعا میں بھی وہ خائب و خاسر رہتا ہے اور ذلت اُٹھاتا ہے۔ اور راستباز فتح پاتا اور ایک عزت قبولیت دعا کی پا جاتا ہے۔ جیسے ہاں کامیابی کے لئے **گر** بتلایا۔ یہاں بھی ناکامیاب رہنے کی **اصل** بتلائی ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت کامیاب کرتی ہے اسیطرح پر ہلاکت اور ذلت کا موجب خدا کی حضور سے رد ہونے کا باعث وہ جبر اور عناد ہے جو کسی **بندۂ کامل** پر کیا جاتا۔ اور صادق سے رکھا جاتا ہے۔ وہ اپنے ذاتی عناد اور بغض کی وجہہ سے اس بات کو گوارا کرتے ہیں کہ چالیس کروڑ آدمی عیسویت کے چکر میں آکر مردہ پرستی کریں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اس ظلم عظیم اور شرک جسیم یعنے عیسیٰ پرستی نے تمام انبیاء اور راستبازوں کی تعلیم کو خاک میں ملا دیا۔ اور خشیۃ اللہ اور طہارت و صلاحیت اور اعمال صالحہ کو زمانہ سے مٹا دیا ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ یہہ خطرناک بت پاش پاش ہو جائے۔ چنانچہ ایک غیور راستباز نے اُسکی موت کو ثابت کر کے اُسکی الوہیت کے کارخانہ کو درہم برہم کر دیا ہے اور اب وہ درپے ہے کہ **کشمیر** میں اُسکی قبر کا پتہ لگا کر اور پورے ثبوت کی روشنی میں لاکر فسق کے سرچشمہ صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کردے اسمیں خدا تعالیٰ کی زندگی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام المتقین خاتم النبیین کی زندگی ہے۔ قرآن کریم کی زندگی ہے اور تمام جہان کی زندگی ہے۔ کیونکہ اسلام اور توحید نظام عالم کی بقا اور اصلاح کے موجب ہیں۔ اور نصرانیت یا یوں کہو عیسیٰ پرستی یا بلفظ پاک و صریح یوں کہو مردہ پرستی و استخواں پرستی فساد عالم کا باعث ہے مگر راستی اور راستباز کی دشمن ناعاقبت اندیشی اور کور فطرتی کی وجہہ سے اس راز کو نہیں سمجھتے۔ اور اس داعی حق کے لئے کوشش کرنے والے کی مساعی جمیلہ کی قدر نہیں کرتے۔ وہ نہیں سوچتے کہ کسقدر **سچائیوں** کا خون ہوتا ہے۔ وہ عناد کی وجہہ سے ایک **بت** کی موت گوارا نہیں کرتے۔ جسکے مرنے پر کئی کروڑ آدمیوں کی زندگی اسلام کی زندگی۔ قرآن کریم کی عظمت اور اللہ تعالےٰ کے کامل اور برگزیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی موقوف ہے۔ آہ! کیوں نابکار جبار و عنید نہیں سوچتا۔ یہی تو وہ راز ہے جو اللہ تعالےٰ اُسکے ہاتھوں کو ذلت کے ساتھ رد کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ صفات الٰہی کے مخالف ہے۔ یاد رکھو! کامیاب ہونے اور ناکام رہنے میں یہی بڑی بھاری اصل ہے۔ مامور من اللہ سے بیجا عداوت اور عناد خدا کے فضل سے محروم کر دیتا ہے۔

من ورائہ جہنم ویسقی من ماء صدید اس کے آگے دوزخ ہے جیسے وہ مخالفت میں کڑھتا اور جل جل کر کباب ہوتا ہے ناکامی اور نامرادی پر یہہ جہنم اور بھی بھڑکتا ہے۔ دیکھو **جبار عنید** بھی کارروائی کرتا ہے۔ اپنی ہر ایک قسم کی تدابیر میں مصروف ہے تحریر سے تقریر سے۔ دنیوی مدبروں سے ملکر کہیں حکومت کو بدگمان کرنے کے ناپاک وسایل کی آڑ میں چاہتا ہے کہ مرد کامل کو گزند پہنچائے اور ان تمام کارروائیوں کے ساتھ ہی ایک بھسم کر دینے والا اور جلا کر راکھ کر دینے والا غم اُسے لگا ہوتا ہے۔ ادہر دیکھو **صادق** بھی کارروائی کرتا ہے انہیں پتھروں پر اُسکے اشتہار نکلتے اور شایع ہوتے ہیں۔ مگر باوجودیکہ وہ ایک زبردست طاقت کے انجن کی سٹیم سے کام کر رہا ہے۔ لیکن قلب میں کیسی برودت اور خنکی ہے۔ کیسی قرۃ العین آنکھوں اور دل کی ٹھنڈک اُسے ملی ہے۔ کہ غم اور غصہ سے بیقرار ہو ہو نہیں جاتا۔ مگر محجوب ناعاقبت اندیش مخالف جب اشتہار نکالتا ہے یا بولتا ہے تو غصہ اور غم سے جل کر کوئلہ ہو جاتا ہے۔ دل کو تاریک کر دینے والا دھواں اُس کے اندر سے نکلتا ہے۔ آگ بگولا ہو کر جلتا ہے۔ دہکتے ہوئے کوئلے کی طرح پہلے تو روشن اور چمکدار معلوم ہوتا ہے مگر ہوا لگتے ہی راکھ بنجاتا ہے۔ سزا بالمثل ہے چونکہ جل کر کام کرتا ہے اسلئے برودت اور خنکی حاصل ہو نہیں سکتی۔ اور سزا بھی وہی جہنم ملتا ہے اور پھر اسپر صدید کا یعنے ریم سے ملا ہوا پانی پلایا جاتا ہے صدید کے لفظ میں ایک لطیفہ ہے۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ مگر میری روح پکارتی ہے کہ اس لفظ میں یہہ بات ہے کہ چونکہ صد روک اور ٹھوکر کو کہتے ہیں۔ بد اندیش مخالف چونکہ راستی کی طرف آنیوالے کیلئے ایک ٹھوکر کا پتھر بنا اور روک ہو جاتا ہے۔ اسلئے وہی سزا ملتی ہے جو صد سے مناسبت رکھتی ہے۔ غرض یہہ آیتیں بہت غور کے قابل ہیں جنمیں اللہ تعالےٰ نے راستباز اور صادق کی شناخت کا معیار وہ بتلایا ہے کہ آخر **کامیابی کا تاج** اُسے پہنایا جاتا ہے اور مخالف کو خائب اور خاسر کیا جاتا ہے۔ اور پھر قبولیت دعاء کا اصل بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ اللہ ہی ہے۔ اور **رد دعاء** کا اسباب مامور من اللہ کی بیجا مخالفت اور کبر اور عناد بتلایا ہے۔ پس ہم جو دعاؤں میں لگے ہوئے ہیں چاہیئے کہ اس اصول کو زیر نظر رکھیں کہ جبار و عنید نہ بنیں بلکہ **من خاف مقامی وخاف وعید** کے مصداق ہوں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اپنی نصرت اور فتوحات سے ہماری مدد کرے۔ خدا تعالیٰ مجھے اور آپکو سچی خشیت اور خوف الٰہی کی توفیق دے اور مامور من اللہ سے

فوری ذلت

ذلت صادق مجو اے بے تمیز
زیں رہے ہرگز نخواہی شد عزیز

شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی بار بار یہی کہتے رہے کہ ہم صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے مباہلہ چاہتے ہیں - اور مذہب اسلام میں مباہلہ مسنون بھی ہے - لیکن ساتھ اسکے یہہ بھی درخواست ہے کہ اگر ہم کاذب ٹھہریں تو فوری عذاب ہمپر نازل ہو۔ اسکے جوابمیں ہمنے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں مفصل لکھدیا ہے کہ مباہلہ میں فوراً عذاب نازل ہونا بالکل خلاف سنت ہے - احادیث میں ابتک لما حال الحول کا لفظ موجود ہے جسمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نجران کے نصاریٰ نے ڈر کر مباہلہ کو ترک کر دیا - اور اگر وہ مجھسے مباہلہ کرتے تو ابھی ایکسال گذرنے نہ پاتا کہ وہ ہلاک کیئے جاتے - سو اس حدیث سے مباہلہ کے لئے ایکسال تک کی شرط جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونہہ سے نکلی ہے اور مسلمانوں کے لئے قیامت تک یہی طریق مسنون ہے کہ حدیث کے لفظ کی رعایت کرکے مباہلہ کی مدت کو ایکسال سے کم نہیں کرنا چاہیئے - بلکہ مردان خدا اور عارفان حق جو زمین پر حجۃ اللہ ہیں وہ ہمیشہ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہوکر اس معجزہ کے بھی وارث ہیں کہ اگر کوئی عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے٭ یا کوئی اور مشرک جو کسی انسان کو خدا خیال کرتا ہے ان سے اس امر میں مباہلہ کرے تو خدا تعالیٰ اس مدت میں یا کسی اور مدت میں جو الہامی تصریح سے ملہم کو معلوم ہو شخص مقابل کو اپنی غلبہ اور حق کی شہادت کے لئے کوئی آسمانی نشان دکھائیگا - اور یہہ اسلام کی سچائی کے لئے ہمیشہ کے نشان ہیں جن کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کرسکتی غرض ایک برس کی میعاد جو وعید کی پیشینگوئیوں میں ایک قدرتی مدت ہے نصوص صریحہ سے ثابت ہے - اور یہہ ضد جو فوری عذاب چاہیے وہی کریگا جو علم حدیث سے سخت ناواقف ہے - ایسا شخص مولویت کی شان کو داغ لگاتا ہے - میں نے تو بٹالوی صاحب کے سمجھانے کے لئے یہہ بھی لکھدیا تھا کہ مباہلہ میں صرف ایکطرف سے بددعا نہیں ہوتی - بلکہ دونوں طرف سے بددعا ہوتی ہے - پس اگر ایک فریق مومن اور مسلمان کہلاتا ہے اور دوسرے فریق کو کافر اور دجال اور بیدین اور لعنتی اور مرتد کہکر اسلام سے خارج کرتا ہے - جیسا کہ میاں محمد حسین بٹالوی ہے - تو اس کو کسنے منع کیا ہے کہ وہ فوری عذاب کے لئے بددعا کرے مگر ملہم اُسکی مرضی کا تابع نہیں ہوسکتا - ملہم تو خدا تعالیٰ کے الہام کی تابعداری کریگا لیکن ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کا ہمارا اشتہار جو مباہلہ کے رنگ میں شیخ محمد حسین اور اسکے دو ہمراز رفیقوں کے مقابل پر نکلا ہے وہ **صرف ایک دعا ہے** جسکا صرف مطلب یہہ ہے کہ جھوٹے کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت پہنچے **اسکا یہہ مطلب نہیں ہے کہ جھوٹا مارا جائے** - یا کسی کوٹھے سے گرے - چونکہ محمد حسین اور زٹلی اور تبتی نے افتراؤں اور لعنتوں اور گالیوں سے صرف میری ذلت چاہی ہے اسلئے میں نے خدا تعالیٰ سے یہی چاہا کہ اگر درحقیقت میں ذلت کے لائق اور کاذب اور دجال اور لعنتی ہوں جیسا کہ محمد حسین نے اس قسم کی گالیوں سے اپنے رسالے بھر دیئے ہیں اور بار بار میرا دل دکھایا ہے تو میں ہی ذلیل کیا جاؤں - اور شیخ محمد حسین کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عزت ملے اور بڑے بڑے مراتب پاوے لیکن اگر میں کاذب اور دجال اور لعنتی نہیں ہوں تو جناب احدیت میں میری **فریاد ہے - کہ میرے ذلیل کرنیوالے محمد حسین اور زٹلی اور تبتی کو خدا تعالیٰ کیطرف سے ذلت پہنچے** غرض میں خدا تعالیٰ سے ظالم اور کاذب کی ذلت چاہتا ہوں ہم دونو میں سے کوئی ہو اور اسپر آمین کرتا ہوں - مجھے یہہ **الہام** ہوا ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم اور کاذب ہے اُسکو خدا **ذلیل** کریگا - اور یہہ واقعہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک پورا ہو جائیگا - خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اسکی نظر میں کون ظالم اور کاذب ہے - اگر اس عرصہ میں میری ذلت ظاہر ہوگئی تو بلا شبہہ میرا کاذب اور ظالم اور دجال ہونا ثابت ہو جائیگا اور یہہ طریق قوم کا روز کا جھگڑا مٹجائیگا - اور اگر شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی پر آسمان سے کوئی ذلت آگئے تو وہ اسبات پر دلیل قاطع ہوگی کہ انہوں نے گالیاں دینے اور دجال اور لعنتی کہنے میں میرے پر ظلم کیا ہے لیکن شیخ محمد حسین نے میرے عربی الہام پر اعتراض کرکے جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں ہے یعنے جو فقرہ العجب لامری ہے اپنے لئے ذلت کا دروازہ آپ کھولا ہے - گویا اپنے ہاتھوں کر فوری ذلت کی خواہش کو پورا کیا ہے - بلکہ فوری ذلت تو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پوری ہونی چاہیئے تھی - اور انہوں نے اس سے پہلے ہی ایک قابل شرم ذلت اٹھائی ہے جسکو فوری نہیں بلکہ پیشگی ذلت کہنا چاہیئے اور وہ یہہ ہے کہ شیخ مذکور نے الہام موصوف کو دیکھکر ایک موقعہ میں شیخ غلام مصطفی صاحب کی آگے [illegible] میرا اس اشتہار کو دیکھکر یہہ اعتراض کیا کہ الہام مندرجہ اشتہار میں جو فقرہ ہے کہ العجب لامری - اسمیں نحوی غلطی ہے - اور خدا کا کلام غلط نہیں ہوسکتا بلکہ العجب من امری چاہیئے - یہہ اعتراض ہے جس سے [illegible] شیخ کو ذلت نصیب ہوئی - کیونکہ عرب کے نامی شاعروں بلکہ جاہلیت کے جلیل الشان شعرا کے کلام سے ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ عجب کا صلہ لام بھی ہوا کرتا ہے - اب بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ شیخصاحب موصوف نے یہہ غلط اعتراض کرکے جو ان سے کمال درجہ کی بیخبری اور جہالت پر دلالت کرتا ہے اہل علم کے سامنے اپنی نہایت درجہ کی پردہ دری اپنے ہاتھوں سے کرائی ہے - اور ہر ایک دشمن اور دوست پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ صرف نام کے مولوی اور علوم عربیہ سے بے بہرہ ہیں - اور ایسے شخص کیلئے جو مولوی کہلاتا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی ذلت نہیں جو وہ درحقیقت مولویت کی صفات سے بے نصیب ہے - افسوس اس شخص کو ابتک خبر نہیں کہ اس فعل کا صلہ یعنے عجب کا کبھی مِن کے لفظ سے آتا ہے اور کبھی لام سے اور ایک بچہ جسنے ہدایت النحو تک پڑھا ہو - وہ بھی جانتا ہے کہ نحویوں نے لام کا صلہ بھی بیان کیا ہے جیسا کہ مِن کا بیان کیا ہے - چنانچہ اس صلہ کی شہادت میں جو شعر پیش کئے گئے ہیں انمیں سے ایک یہہ بھی ہے -

عجبت لمولود لیس له اب - ومن ذی ولد لیس له ابوان

شاعر نے اس شعر میں دونوں صلوں کا ذکر کر دیا ہے - لام کا بھی اور مِن کا بھی اور دیوان حماسہ کے صفحہ ۹ اور ۳۹ - اور ۱۱۴ - اور ۴۷۵ - اور ۵۱۱ میں جو سرکاری کالجوں میں داخل ہے جسکی فصاحت بلاغت مسلم اور مقبول ہے جعفر بن علبہ اور دوسرے شاعروں کے پانچ شعر لکھے گئے ہیں جنمیں ان عرب کے نامی شاعروں نے عجب کا صلہ لام لکھا ہے - وہ یہہ ہیں -

(۱) عجبت لمسراها وانّی تخلصت - الیّ وباب السجن دونی مغلق
(۲) عجبت لسعی الدهر بینی وبینها - فلما انقضی ما بیننا سکن الدهر
(۳) عجبت لبرئی منک یا عز بعدما - عمرت زمانا منک غیر صحیح
(۴) عجبت لعبدان هجونی سفاهة - ان اصطبحوا من شاءهم وتقیلوا
(۵) عجبا لاحمد والعجائب جمة - انّی یلوم علی الزمان تبذلی

اور اس سے بڑھکر یہہ کہ جو حدیث مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۳ میں اسلام کے معنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جسکو متفق علیہ بیان کیا گیا ہے - اسمیں بھی عجب کے لفظ کا صلہ لام کے ساتھ آیا ہے - اور حدیث کے لفظ یہہ ہیں **فعجبنا له یسئله ویصدقه** دیکھو اسجگہ عجبنا کا صلہ مِن نہیں لکھا بلکہ لام لکھا ہے اور عجبنا منه نہیں کہا بلکہ عجبنا له کہا ہے - اب بٹالوی صاحب فرماویں کہ اہل علم کے نزدیک ایک مولوی کہلانے والے کی یہی ذلت ہے یا اسکا کوئی اور نام ہے - اور یہہ بھی فتوے دیں کہ اس ذلت کو فوری ذلت کہنا چاہیئے یا کوئی اور نام رکھنا چاہیئے - شیخ کینہ ور نے جوش کینہ سے جلد تر اپنے تئیں اس شعر کا مصداق بنا لیا کہ

مرا خواندی وخود بدام آمدی - نظر پختہ ترکن کہ خام آمدی -

دیکھنا چاہیئے کہ میری ذلت کی تلاش میں کیسی اپنی ذلت ظاہر کردی جس شخص کو مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث کی بھی خبر نہیں اور جو حدیث کہ اسلام شناسی کا مدار ہے اسکے الفاظ بھی معلوم نہیں - اور جو امر بخاری اور مسلم

٭ انجیل سے ثابت ہے کہ نشان دکھلانے کی برکت حضرت مسیح کے زمانہ تک عیسائی مذہب میں پائی جاتی تھی - بلکہ نشان دکھلانا سچے عیسائی کی نشانی تھی لیکن جب سے کہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنایا اور سچے رسول کی تکذیب کی تب سے یہہ تمام برکتیں انمیں سے جاتی رہیں - اور دوسرے مردہ مذہبوں کیطرح یہہ مذہب بھی مردہ ہو گیا - اسی وجہ سے ہمارے مقابلہ پر کوئی عیسائی آسمانی نشان دکھلانے کے لئے کھڑا نہیں ہوسکتا - منہ -

میں تصریح مذکور ہے اس سے ایک شدید ذلت پیش آئی جو اُن کی انکسار تلک نہیں۔ کیا ایک منصف انسان ایسے شخص کا نام مولوی رکھ سکتا ہے؟ پس جس شخص کی عربی دانی کا یہ حال ہے اور حدیث دانی کی یہ حقیقت کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث کے الفاظ سے ہی ناآشنائی ہے اُس کا حال مشتبہ قابل رحم ہے اور اُس کی ذلت پردہ پوشی کی کوشش سے بالاتر ہے۔ اور یہ ذلت بلاشبہ فوری ذلت ہے۔ جو نشان کے طور پر اُسکی درخواست کے موافق ظاہر ہوئی۔ اُس نے اپنے منہ سے فوری ذلت مانگی۔ خدا نے فوری ذلت ہی دکھلائی۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ اس الہام کو کسی کی موت یا ٹانگ ٹوٹنے سے تعلق نہیں۔ یہ صرف کاذب کی ذلت ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ سو قبل اسکے جو خدا تعالیٰ کا کوئی اور بھاری نشان ذلت ظاہر کرنیکے لیئے ہو۔ یہ ذلت بھی کاذب کیلئے خدا کی ہاتھ کا ایک تازیانہ ہے۔ اور الہام اتعجب لامری میں درحقیقت یہ ایک نکتہ پوشیدہ تھا کہ یہ الہام محمد حسین کیلئے ایک پوشیدہ پیشگوئی تھی جیسا اشارہ کے طور پر یہ بیان کیا تھا کہ محمد حسین فقرہ اتعجب لامری پر اعتراض کریگا۔ اور اسکے یہ معنے ہیں کہ اے محمد حسین کیا تو لامری کے لفظ پر تعجب کرتا ہے اور میرے اس الہام کو غلط ٹھہراتا ہے اور اُسکا صلہ من بتلاتا ہے دیکھ میں تیرے پر ثابت کرونگا کہ میں عشاق کے ساتھ ہوں۔ اور تیری ذلت ظاہر کرونگا۔ سو وہی ذلت ظاہر ہوئی۔ اور اسپر حصر نہیں ہے کیونکہ محمد حسین اور اُسکے دوست اس ذلت کو حلوے کی طرح ہضم کر جائینگے یا شیر مادر کی طرح پی جائینگے۔ اسلئے وہ ذلت جو کاذب اور ظالم کیلئے آسمان پر تیار ہے وہ ابھی باقی ہے خدا نے مجھے الہام دیا ہے کہ جزاء سیئۃ بمثلہا۔ پس اگر میں ناحق ذلیل کیا گیا ہوں تو خدا کے اُس فوق دیگر والے نشان کا امیدوار ہوں جو جھوٹے اور ظالم اور مفتری اور جاہل کے ذلیل کرنے کے بارہ میں ہے۔ اور اگر میں ہی ایسا ہوں تو میں ذلیل ہونگا۔ ورنہ ان دو فریق میں سے جو ظالم اور کاذب ہوگا وہ اس ذلت کا مزہ چکھیگا۔ علاوہ اس علمی پردہ دری کے محمد حسین اور اسکے گروہ کو ایک اور بھی فوری ذلت پیش آئی ہے کہ واقعات صحیحہ یقینیہ کے بپایۂ ثبوت پہنچ گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر فوت ہوئے اور نہ آسمان پر چڑھے۔ بلکہ یہود کے قتل کے ارادہ سے مخلصی پاکر ہندوستان میں آگئے اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر کشمیر میں فوت ہوئے۔ پس محمد حسین وغیرہ کے لئے یہ ماتم سخت اور ذلت سخت ہے۔ منہ۔

علمی مذہبی اور تاریخی دنیا میں قابل قدر تحقیقات جدید

یعنی یوز آسف نبی یا مسیح ابن مریم

کی سیاحت ہندوستان کے

سچے اور صحیح واقعات

ہمارے مخدوم و محسن امام سیدنا مرزا صاحب نے کمال محنت اور تحقیقات سے اس امر کو اعز ثابت کر دکھایا کہ مسیح ابن مریم صلیبی فتنہ سے نجات پاکر کشمیر میں آکر بنی اسرائیل کو تبلیغ کرتے رہے۔ اور وہیں اپنی موت طبعی سے عالم بقا کو رخصت ہوئے۔ چنانچہ اس تحقیقات جدید کے متعلق حضرت اقدس نے جو راز حقیقت کے نام سے رسالہ شائع کیا ہے اُسکا ایک حصہ درج ذیل کرتے ہیں۔ اور آیندہ ہم خود بھی انشاء اللہ اسپر لکھینگے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے عیسائی ہمعصر اس مضمون پر محققانہ مضامین لکھیں۔ ایڈیٹر۔

حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی تھی۔ لیکن تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اُسوقت پیش آیا تھا جبکہ حضرت ممدوح کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے بفضلہ تعالیٰ نجات پاکر باقی عمر سیاحت میں گذاری تھی۔ احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت علیہ السلام نبی سیاح تھے۔ پس اگر وہ صلیب کے واقعہ پر معہ جسم آسمان پر چلے گئے تھے تو سیاحت کس زمانہ میں کی۔ حالانکہ اہل لغت بھی مسیح کے لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں۔ ماسوا اسکے یہ عقیدہ کہ خدا نے یہودیوں سے بچانے کے لئے حضرت عیسیٰ کو دوسرے آسمان پر پہنچا دیا تھا سراسر لغو خیال معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کے اس فعل سے یہودیوں پر کوئی حجت پوری نہیں ہوتی۔ یہودیوں نے نہ تو آسمان پر چڑھتے دیکھا۔ اور نہ آجتک اُترتے دیکھا۔ پھر وہ اس مہمل اور بے ثبوت قصے کو کیونکر مان سکتے ہیں۔ ماسوا اسکے یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حملہ کیوقت جو یہودیوں کی نسبت زیادہ بہادر اور جنگجو اور کینہ ور تھے۔ صرف اُسی غار کی پناہ میں بچا لیا جو مکہ معظمہ سے تین میل سے زیادہ نہ تھی۔ تو کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بزدل یہودیوں کا کچھ ایسا خوف تھا کہ بجز دوسرے آسمان پر پہنچانے کے اُسکے دل میں یہودیوں کی دست اندازی کا کھٹکا دور نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ یہ قصہ سراسر افسانہ کے رنگ میں بنایا گیا ہے۔ اور قرآن کریم کے صریح مخالف اور نہایت زبردست دلایل سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنیکے لئے مرہم عیسیٰ ایک علمی ذریعہ اور اعلیٰ درجہ کا معیار حق شناسی ہے۔ اور اس واقعہ سے پورے طور پر مجھے اسلئے واقفیت ہے کہ میں ایک انسان خاندان طبابت میں سے ہوں۔ اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جو اس ضلع کے ایک معزز رئیس تھے۔ ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار طبیب تھے۔ جنہوں نے قریباً ۶۰ سال اپنی عمر کے اس تجربہ میں بسر کئے تھے۔ اور جہانتک ممکن تھا ایک بڑا ذخیرہ طبی کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اور میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا۔ اسلئے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوگی جنمیں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے۔ اور انمیں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے بنائی گئی تھی۔ ان کتابوں میں سے بعض یہودیوں کی کتابیں ہیں اور بعض عیسائیوں کی اور بعض مجوسیوں کی۔ سو یہ ایک علمی تحقیقات سے ثبوت ملتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے رہائی پائی تھی۔ اگر انجیل والوں نے اسکے برخلاف لکھا ہے تو انکی گواہی ایک ذرہ اعتبار کے لائق نہیں۔ کیونکہ اول تو وہ لوگ واقعہ صلیب کے وقت حاضر نہیں تھے۔ اور اپنے آقا سے طرز بیوفائی اختیار کر کے سب بھاگ گئے تھے۔ اور دوسرے یہ کہ انجیلوں میں بکثرت اختلاف ہے۔ یہانتک کہ برنباس کی انجیل میں حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ انہی انجیلوں میں جو بڑی معتبر سمجھی جاتی ہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے۔ اور اپنے زخم اُن کو دکھلائے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت زخم موجود تھے جنکے لئے مرہم تیار کرنیکی ضرورت تھی۔ لہٰذا یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ ایسے موقع پر وہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ اور انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس روز اسی گرد و نواح میں بطور مخفی رہے۔ اور جب مرہم کے استعمال سے بکلی شفا پائی تب آپنے سیاحت اختیار کی۔ افسوس کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے راولپنڈی سے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں اُن کو اس بات کا انکار ہے کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ مختلف قوموں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو

اس واقعہ کے سننے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ مگر مجروح ہونیکی حالت میں بچ لی یا بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور خیال کیا کہ اس سے تمام منصوبہ کفارہ کا باطل ہوتا ہے لیکن یہہ قابل شرم بات ہے کہ اُن کتابوں کے وجود سے انکار کیا جائے جن میں یہہ نسخہ مرہم عیسےٰ موجود ہے۔ اگر وہ طالب حق ہیں تو ہمارے پاس آکر اُن کتابوں کو دیکھ لیں۔ اور صرف عیسائیوں کے لئے یہی مصیبت نہیں کہ مرہم عیسےٰ کی علمی گواہی اُن عقاید کو رد کرتی ہے۔ اور تمام عمارت کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی یکدفعہ گر جاتی ہے بلکہ ان دنوں میں اس ثبوت کی تائید میں اور ثبوت بھی نکل آئے ہیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پاکر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہنچے۔ اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے۔ اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے اُن کو ہدایت کی۔ اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا۔ اور محلہ خان یار میں مدفون ہوئے۔ اور عوام کی غلط بیانی سے یوز آسف نبی کے نام سے مشہور ہوگئے※۔ اس واقعہ کی تائید وہ انجیل بھی کرتی ہے جو حال میں تبت سے برآمد ہوئی ہے۔ یہہ انجیل بڑی کوشش سے لنڈن سے ملی ہے۔ ہمارے مخلص دوست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر قریباً تین ماہ تک لنڈن میں رہے اور اس انجیل کو تلاش کرتے رہے۔ آخر ایک جگہہ سے میسر آگئی۔ یہہ انجیل بودہ مذہب کی

※ فٹ نوٹ۔ ایک نادان مسلمان نے اپنے دل سے ہی یہہ بات پیش کی ہے کہ شاید یوز آسف سے زوجہ آصف مراد ہو جو سلیمان کا وزیر تھا مگر اُس جاہل کو یہہ خیال نہیں آیا کہ زوجہ آصف نبی نہیں تھی۔ اور اُس کو شاہزادہ نہیں کہہ سکتے۔ یہہ بھی نہیں سوچا کہ یہہ دونوں مذکر نام ہیں مونث کے لیئے اگر وہ یہہ صفات بھی رکھتی ہو نبیہ اور شاہزادی کہا جائیگا۔ نہ نبی اور شاہزادہ۔ اس سادہ لوح نے یہہ بھی خیال نہیں کیا کہ اُنیس سو کی مدت حضرت عیسےٰ کے زمانہ سے ہی مطابق آتی ہے سلیمان تو حضرت مسیح کو کئی سو برس پہلے تھا۔ ماسوا اسکی اس نبی کی قبر کو جو سرینگر میں واقع ہے بعض یوز آسف کے نام سے پکارتے ہیں مگر اکثر لوگ یہہ کہتے ہیں کہ یہہ حضرت عیسے علیہ السلام کی قبر ہے۔ ہمارے مخلص مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری نے جب سرینگر میں اس مزار کی نسبت تفتیش کرنا شروع کیا تو بعض لوگوں نے یوز آسف کا نام سنکر کہا کہ ہم یہہ قبر عیسےٰ صاحب کی قبر مشہور ہے چنانچہ کئی لوگوں نے یہی گواہی دی جو اب تک سری نگر میں زندہ موجود ہیں۔ جس کو شک ہو وہ خود کشمیر میں جاکر کئی لاکھ انسانوں سے دریافت کرلے اب اسکے بعد انکار بے حیائی ہے۔ منہ

ایک پُرانی کتاب گویا ایک حصہ ہی بودہ مذہب کی کتابوں سے یہہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ملک ہند میں آئے۔ اور ایک مدت تک مختلف قوموں کو وعظ کرتے رہے۔ اور بودہ مذہب کی کتابوں میں جو اُن کے ان ملکوں میں آنے کا ذکر لکھا گیا ہے اُسکا وہ سبب نہیں جو لانبے بیان کرتے ہیں یعنی یہہ کہ اُنہوں نے گوتم بدہ کی تعلیم استفادہ کے طور پر پائی تھی ایسا کہنا ایک شرارت ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اس کے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا۔ اور جسطرح قریش کے انتہائی درجہ کے ظلم کے وقت یعنی جب کہ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملک سے ہجرت فرمائی تھی اسیطرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے انتہائی ظلم کے وقت یعنے قتل کے ارادہ کیوقت ہجرت فرمائی۔ اور چونکہ بنی اسرائیل بخت نصر کے حادثہ میں متفرق ہوکر بلاد ہند اور کشمیر اور تبت اور چین کی طرف چلے گئے تھے۔ اسلئے حضرت مسیح علیہ السلام نے ان ہی ملکوں کی طرف ہجرت کرنا ضروری سمجھا۔ اور تواریخ سے اس بات کا بھی پتہ ملتا ہے کہ بعض یہودی اس ملک میں آکر اپنی قدیم عادت کے موافق بودہ مذہب میں بھی داخل ہوگئے تھے۔ چنانچہ حال میں جو ایک مضمون سول ملٹری گزٹ پرچہ تاریخ ۲۳ نومبر ۱۸۹۸ء میں چھپا ہے۔ اسمیں ایک محقق انگریز نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے اور اس بات کو بھی مان لیا ہے کہ بعض جماعتیں یہودیوں کی اس ملک میں آئی تھیں۔ اور اس ملک میں سکونت پذیر ہوگئی تھیں۔ اور اسی پرچہ سول میں لکھا ہے کہ "دراصل افغان بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں"۔ غرض جبکہ بعض بنی اسرائیل بدھ مذہب میں داخل ہوگئے تھے تو ضرور تھا کہ حضرت عیسے علیہ السلام اس ملک میں آکر بودہ مذہب کی رد کی طرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسیوجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح بودہ مذہب میں لکھے گئے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں اس ملک میں بودہ مذہب کا بہت زور تھا۔ اور بید کا مذہب مر چکا تھا۔ اور بودہ مذہب بید کا انکار کرتا تھا※۔ خلاصہ یہہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر

※ فٹ نوٹ۔ صرف یہی بات نہیں کہ بدھ مذہب کی بعض کتابوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ہندوستان اور تبت میں آنے کا تذکرہ ہے۔ بلکہ ہمیں معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کی پورانی تحریروں میں بھی اسکا تذکرہ ہے۔ منہ

یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسے علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ یہہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بودہ مذہب کی کتابوں میں اُن کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے۔ اور جو مزار حضرت عیسے علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریباً ۱۹۰۰ برس سے ہے۔ یہہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے۔ غالباً اُس مزار کے ساتھہ کچھہ کتبے ہوں گے جو اب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ تیار ہو رہا ہے جسکے میر قافلہ اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نور الدین صاحب سلمہ ربہ قرار پائے ہیں یہہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کے لئے مختلف ملکوں میں پھریگا اور ان سرگرم دینداروں کا کام ہوگا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں۔ کیونکہ یہہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اُس نواح میں بھی اپنی بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے۔ لیکن بہر حال کشمیر میں جانا۔ اور پھر تبت میں جاکر بودہ مذہب کی پستکوں سے یہہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہوگا۔ اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے۔ لیکن اگر یہہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بنارس اور نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جائے۔ جہاں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا پتہ ملتا ہے تو کچھہ شک نہیں کہ یہہ بڑے اخراجات کا کام ہے۔ اور امید کیجاتی ہے کہ بہر حال اللہ تعالےٰ اُس کو انجام دیدیگا۔ ہر ایک دانشمند سمجھہ سکتا ہے کہ یہہ ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس سے یکدفعہ عیسائی مذہب کا تمام تار و پود ٹوٹتا ہے۔ اور اُنیس سو برس کا منصوبہ یکدفعہ کالعدم ہو جاتا ہے۔ احباب کا اطمینان ہوگیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس ملک ہند اور کشمیر وغیرہ میں آنا ایک واقعی امر ہے۔ اور اسکے بارہ میں ایسے زبردست ثبوت ملگئے ہیں کہ اب وہ کسی مخالفت کے منصوبے سے چھپ نہیں سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان بیہودہ اور غلط عقاید کی اسی زمانہ تک عمر تھی۔ ہمارے سید و مولا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے صلیب کو توڑیگا۔ اور آسمانی حربہ سے دجال کو قتل کریگا۔ اس حدیث کے اب یہہ معنے کھلے ہیں کہ اُس مسیح کے وقت میں زمین و آسمان کا خدا اپنی طرف سے بعض ایسے امور اور واقعات پیدا کردیگا جن سے صلیب اور تثلیث اور کفارہ کے عقاید خود بخود نابود ہو جائینگے۔ مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی انہی معنوں سے ہے کہ اُس وقت

آسمان کے خدا کے ارادہ سے کسر صلیب کے لئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائیگی سو ایسا ہی ہوا۔ یہہ کس کو معلوم تہا کہ مرہم عیسےٰ کا نسخہ صدہا طبی کتابوں میں لکہا ہوا پیدا ہو جائے گا۔ اس بات کی کس کو خبر تہی کہ بودہ مذہب کی پرانی کتابوں سے یہہ ثبوت مل جائیگا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بلاد شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر ہندوستان اور کشمیر اور تبت کی طرف آئے تہے ✽

یہہ بات کون جانتا تہا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی کشمیر میں قبر ہے۔ کیا انسان کی طاقت میں تہا کہ ان سب باتوں کو اپنے زور سے پیدا کر سکتا۔ اب یہہ واقعات اسطرح سے عیسائی مذہب کو مٹاتے ہیں۔ جیسا کہ دن چڑہ جانے سے رات مٹ جاتی ہے۔ اب اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اس چہت کو پہنچ سکتا ہے جسکا تمام بوجہ ایک شہتیر پر تہا۔ شہتیر ٹوٹا۔ اور چہت گری۔ پس اسیطرح اس واقعہ کے ثبوت سے عیسائی مذہب کا خاتمہ ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ان ہی قدرتوں سے وہ پہچانا گیا ہے۔ دیکہو کیسے عمدہ معنے اس آیت کے ثابت ہوئے کہ **ماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لہم**۔ یعنے قتل کرنا اور صلیب سے مسیح کا مارنا سب جہوٹ ہے۔ اصل بات یہہ ہے کہ اُن لوگوں کو دہوکہ لگا ہے۔ اور مسیح خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق صلیب سے بچ کر نکل گیا۔ اور اگر انجیل کو غور سے دیکہا جائے تو انجیل بہی یہی گواہی دیتی ہے کیا مسیح کی تمام رات کی دردمندانہ دعا رد ہو سکتی تہی۔ کیا مسیح کا یہہ کہنا کہ میں یونس کی طرح تین دن قبر میں رہونگا۔ اس کے یہہ معنے ہو سکتے ہیں کہ وہ مردہ قبر میں رہا۔ کیا یونس مچہلی کے پیٹ میں تین دن مرا رہا تہا؟ کیا پیلاطوس کی بیوی کے خواب سے خدا کا یہہ منشا نہیں معلوم ہوتا کہ مسیح کو صلیب سے بچا لے۔ ایسا ہی مسیح کا جمعہ کی آخری گہڑی صلیب پر چڑہائے جانا۔ اور شام سے پہلے اُتارے جانا۔ اور رسم قدیم کے موافق تین دن تک صلیب پر نہ رہنا۔ اور ہڈی نہ توڑی جانا۔ اور خون کا نکلنا۔ کیا یہہ تمام وہ امور نہیں ہیں جو باواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہہ تمام اسباب مسیح کی جان بچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور دعا کرنے کے ساتہہ ہی یہہ رحمت کے اسباب ظہور میں آئے۔ بہلا مقبول کی ایسی دعا جو تمام رات رو رو کر کی گئی کب رد ہو سکتی تہی۔ پہر مسیح کا صلیب کے بعد حواریوں کو ملنا اور زخم دکہلانا کس قدر مضبوط دلیل اس بات پر ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ اور اگر یہہ صحیح نہیں ہے تو بہلا اب مسیح کو پکارو کہ تمہیں آکر ملجائے۔ جیسا کہ حواریوں کو ملا تہا۔ غرض ہر ایک پہلو سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی صلیب سے جان بچائی گئی۔ اور وہ اس ملک ہند میں آئے کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے ان ہی ملکوں میں آگئے تہے جو آخر کار مسلمان ہو گئے۔ اور پہر اسلام کے بعد بموجب وعدہ توریت کے اُن میں کئی بادشاہ بہی ہوئے اور یہہ ایک دلیل صدق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ کیونکہ توریت میں وعدہ تہا کہ بنی اسرائیل نبی موعود کی پیرو ہو کر حکومت اور سلطنت پائینگے۔

غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکہی گئی تہی۔ اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے ۴۰ کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے اور اسکے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچہہ بہی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکہتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یوروپ کی تمام دلوں میں بہڑک اُٹہے تو جو گروہ ۴۰ کروڑ انسانوں کا اُنیس سو برس میں طیار ہوا ہے ممکن ہے کہ اُنیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک پلٹا کہا کر مسلمان ہو جائے۔ کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے۔ بلکہ دوسرے ملکوں میں پہرتے رہے۔ یہہ ایسا امر ہے کہ یکدفعہ عیسائی عقاید کو دلوں سے اوڑاتا ہے۔ اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے

اے عزیزو! اب عیسائی مذہب کو چہوڑو کہ خدا نے **حقیقت کو دکہا دیا**۔ اسلام کی روشنی میں آؤ تا نجات پاؤ۔ اور خدا ئے علیم جانتا ہے کہ یہہ تمام نصیحت نیک نیتی سے تحقیق کامل کے بعد کی گئی ہے

خط

مولوی عبداللہ صاحب باشندہ کشمیر

مندرجہ بالا مضمون کی تصدیق کیلئے عینی شہادت

از جانب خاکسار عبداللہ

بخدمت حضور مسیح موعود۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اقدس! اس خاکسار نے حسب الحکم سری نگر میں عین موقع پر یعنے روضۂ مزار شریف شہزادہ یوز آسف نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچکر جہاں تک ممکن تہا بکوشش تحقیقات کی۔ اور معمر اور سن رسیدہ بزرگوں سے بہی دریافت کیا۔ اور مجاوروں اور گرد و جوار کے لوگوں سے بہی ہر ایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔ جنابمن! عند التحقیقات مجہے معلوم ہوا ہے کہ یہہ مزار درحقیقت جناب یوز آسف علیہ السلام نبی اللہ کی ہے۔ اور مسلمانوں کے محلہ میں یہہ مزار واقع ہے۔ کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں۔ اور نہ اُس جگہہ ہندوؤں کا کوئی مدفن ہے۔ اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قریباً اُنیس ۱۹ سو برس سے یہہ مزار ہے۔ اور مسلمان بہت عزت اور تعظیم کی نظر سے اسکو دیکہتے ہیں۔ اور اسکی زیارت کرتے ہیں۔ اور عام خیال ہے کہ اس مزار میں ایک بزرگ پیغمبر مدفون ہے۔ جو کشمیر میں کسی دور ملک سے لوگوں کو نصیحت کرنیکے لئے آیا تہا۔ اور کہتے ہیں کہ یہہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چہہ سو برس پہلے گذرا ہے۔ یہہ ابتک نہیں کہلا کہ اس ملک میں کیوں آیا ہے؟ ✽

✽ فٹ نوٹ۔ حال میں مسلمانوں کی تالیف بہی چند پرانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جنمیں صریح یہہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تہا جو کسی ملک سے آیا تہا۔ اور شہزادہ بہی تہا اور کشمیر میں اُس نے انتقال کیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبی چہہ سو برس پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گذرا ہے۔ منہ

✽ فٹ نوٹ۔ وہ نبی جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے چہہ سو برس پہلے گذرا ہے وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آسف بننا نہایت قرین قیاس ہے۔ کیونکہ جبکہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بہی **جیزس** بنا لیا ہے تو یوز آسف میں جیزس سے کچہہ زیادہ تغیر نہیں ہے۔ یہہ لفظ سنسکرت سے ہرگز مناسبت نہیں رکہتا۔ صریح عبرانی معلوم ہوتا ہے اور یہہ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس ملک میں کیوں تشریف لائے؟ اسکا سبب ظاہر ہے اور وہ یہہ ہے کہ جبکہ ملک شام کے یہودیوں نے آپکی تبلیغ کو قبول نکیا۔ اور آپ کو صلیب پر قتل کرنا چاہا تو خدا تعالےٰ نے اپنے وعدے کے موافق اور نیز دعا کو قبول کر کے حضرت مسیح کو صلیب سے نجات دیدی۔ اور جیسا کہ انجیل میں لکہا ہے حضرت مسیح کی دلی میں تہا کہ

مگر یہہ واقعات بہرحال ثابت ہو چکے ہیں اور تواتر شہادت سے کمال درجہ کے یقین تک پہنچ چکے ہیں کہ یہہ بزرگ جن کا نام کشمیر کے مسلمانوں نے یوز آسف رکہہ لیا ہے - یہہ نبی ہیں اور نیز شہزادہ ہیں - اس ملک میں کوئی ہندوؤں کا لقب ان کا مشہور نہیں ہے - جیسے راجہ یا اوتار یا رکہی دمنی وسدہ وغیرہ بلکہ بالاتفاق سب نبی کہتے ہیں - اور نبی کا لفظ اہل اسلام اور اسرائیلیوں میں ایک مشترک لفظ ہے - اور جبکہ اسلام میں کوئی نبی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آیا اور نہ آسکتا تہا - اسلئے کشمیر کے عام مسلمان بالاتفاق یہی کہتے ہیں کہ یہہ نبی اسلام کے پہلے کا ہے - ہاں اس نتیجہ تک وہ ابتک نہیں پہنچے کہ جبکہ نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے نبیوں میں مشترک تہا - یعنے مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں - اور اسلام میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنہیں سکتا - تو بالضرور یہی متعین ہوا کہ وہ اسرائیلی نبی ہے - کیونکہ کسی تیسری زبان نے کبہی اس لفظ کو استعمال نہیں کیا - بلاشبہہ اس اشتراک کا صرف دو زبانوں اور دو قوموں میں تخصیص ہونا لازمی ہے ❋

❋ فٹ نوٹ - نبی کا لفظ صرف دو زبانوں سے مخصوص ہے اور دنیا کی کسی اور زبان میں یہہ لفظ مستعمل نہیں ہوا - یعنے ایک تو عبرانی زبان میں یہہ لفظ نبی آتا ہے - اور دوسری عربی زبان میں - اسکے سوا تمام دنیا کی اور زبانیں اس لفظ سے کچہہ تعلق نہیں رکہتیں لہٰذا یہہ لفظ جو یوز آسف پر بولا گیا کتبہ کی طرح گواہی دیتا ہے کہ یہہ شخص یا اسرائیلی نبی ہے یا اسلامی نبی - مگر ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی اور نبی نہیں آسکتا - لہٰذا متعین ہوا کہ یہہ اسرائیلی نبی ہے - اب جو مدت بتلائی گئی ہے اسپر غور کرکے قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہہ حضرت عیسے علیہ السلام ہیں - اور وہی شہزادہ کے نام سے پکارے گئے ہیں - منہ ❋

مگر جبکہ ختم نبوت اسلامی قوم اس سے باہر نکل گئی لہٰذا صفائی سے یہہ بات طے ہوگئی کہ یہہ نبی اسرائیلی نبی ہے - پہر اس کے بعد تواتر تاریخی سے یہہ ثابت ہوجاتا کہ یہہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چہہ سو برس پہلے گذرا ہے - پہلی دلیل پر اور بہی یقین کا رنگ چڑہاتا ہے - اور زیرک دلوں کو زور کے ساتہہ اسطرف لے آتا ہے کہ یہہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام ہیں - کوئی دوسرا نہیں کیونکہ وہی اسرائیلی نبی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چہہ سو برس پہلے گذرے ہیں پہر بعد اس کے اس متواتر خبر پر غور کرنے سے کہ وہ نبی شہزادہ بہی کہلاتا ہے یہہ ثبوت نور علیٰ نور ہو جاتا ہے - کیونکہ اس مدت میں بجز حضرت عیسے علیہ السلام کے کوئی نبی شہزادہ کے نام سے کبہی مشہور نہیں ہوا - پہر یوز آسف کا نام جو لیسوع کے لفظ سے بہت ملتا ہے ان تمام یقینی باتوں کو اور بہی قوت بخشتا ہے - پہر موقع پر پہنچنے سے ایک اور دلیل معلوم ہوئی ہے کہ جیسا کہ نقشۂ منسلکہ میں ظاہر ہے - اس نبی کی مزار جنوباً و شمالاً واقع ہے - اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہیں - اور یہہ طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے - اور ایک اور تائیدی ثبوت ہے کہ اس مقبرہ کے ساتہہ ہی کچہہ تہوڑے فاصلہ پر ایک پہاڑ کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہے - اس نام سے بہی پتہ ملتا ہے کہ کوئی اسرائیلی نبی اسجگہہ آیا تہا ✠

✠ فٹ نوٹ - یہہ ضرور نہیں کہ سلیمان سے مراد سلیمان پیغمبر ہوں - بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسرائیلی امیر ہوگا جس کے نام سے یہہ پہاڑ مشہور ہوگیا - اس امیر کا نام سلیمان ہوگا - یہہ یہودیوں کی ابتک عادت ہے کہ نبیوں کے نام پر ابتک نام رکہہ لیتے ہیں - بہرحال اس نام سے بہی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہود کے فرقہ کی کشمیر میں گذر ہوئی ہے جنکے لئے حضرت عیسیٰ کا کشمیر میں آنا ضروری تہا -

یہہ نہایت درجہ کی جہالت ہے کہ اس شہزادہ نبی کو ہندو قرار دیا جائے اور یہہ ایسی غلطی ہے کہ ان روشن ثبوتوں کے سامنے رکہکر اُسکے رد کی بہی حاجت نہیں - سنسکرت میں کہیں نبی کا لفظ نہیں آیا - بلکہ یہہ لفظ عبرانی اور عربی سے خاص ہے - اور دفن کرنا ہندوؤں کا طریق نہیں - ہندو لوگ تو اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں - لہٰذا قبر کی صورت بہی قطعی یقین دلاتی ہے کہ یہہ نبی اسرائیلی ہے - قبر کے مغربی پہلو کی طرف ایک سوراخ واقع ہے - لوگ کہتے ہیں کہ اس سوراخ سے نہایت عمدہ خوشبو آتی رہی ہے - یہہ سوراخ کسیقدر کشادہ ہے - اور قبر کے اندر تک پہنچی ہوئی ہے - اس سے یقین کیا جاتا ہے کہ کسی بڑے مقصود کے لئے یہہ سوراخ رکہی گئی ہے - غالباً کتبہ کے طور پر اسمیں بعض چیزیں مدفون ہونگی - عوام کہتے ہیں کہ اسمیں کوئی خزانہ ہے مگر یہہ خیال قابل اعتبار معلوم نہیں ہوتا - ہاں چونکہ قبروں میں اس قسم کا سوراخ رکہنا کسی ملک میں رواج نہیں - اس سے سمجہا جاتا ہے کہ اس سوراخ میں کوئی عظیم الشان بہید ہے - اور صدہا سال سے برابر یہہ سوراخ چلے آتا یہہ اور بہی عجیب بات ہے - اس شہر کے شیعہ لوگ بہی کہتے ہیں کہ یہہ کسی نبی کی قبر ہے - جو کسی ملک سے بطور سیاحت آیا تہا - اور شہزادہ کے لقب سے موسوم تہا - شیعوں نے مجہے ایک کتاب بہی دکہلائی جسکا نام عین الحیات ہے - اس کتاب میں بہت سا قصہ بصفحہ ۱۱۹ - ابن بابویہ - اور کتاب کمال الدین اور اتمام النعمت کے حوالہ سے لکہا ہے - لیکن وہ تمام بیہودہ اور لغو قصے ہیں - صرف اُس کتاب میں اسقدر صحیح بات ہے کہ صاحب کتاب قبول کرتا ہے کہ یہہ نبی سیاح تہا - اور شہزادہ تہا جو کشمیر میں آیا تہا - اور اس شہزادہ نبی کے مزار کا پتہ یہہ ہے کہ جب جامع مسجد سے روضہ بل میں کے کوچہ میں آویں تو یہہ مزار شریف آگے ملیگی - اس مقبرہ کے بائیں طرف کی دیوار کے پیچہے ایک کوچہ ہے - اور وہی طرف ایک پرانی مسجد ہے - معلوم ہوتا ہے کہ تبرک کے طور پر کسی پُرانی زمانہ میں اُس مزار شریف کے قریب مسجد بنائی گئی ہے - اور اس مسجد کے ساتہہ مسلمانوں کے مکانات ہیں - کسی دوسری قوم کا نام و نشان نہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ہشتم کالم سوم کا

اُن یہودیوں کو بہی خدا تعالے کا پیغام پہنچادیں کہ جو بخت نصر کی غارتگری کے زمانہ میں ہندوستان کے ملکوں میں آگئے تہے - سو اسی غرض کی تکمیل کے لئے وہ اس ملک میں تشریف لائے -

ڈاکٹر برنیر صاحب فرانسیسی اپنے سفرنامہ میں لکہتے ہیں کہ کئی انگریز محققوں نے اس رائے کو بڑے زور کے ساتہہ ظاہر کیا ہے کہ کشمیر کے مسلمان باشندے دراصل اسرائیلی ہیں جو تفرقہ کے وقتوں میں اس ملک میں آئے تہے - اور انکے کتابی چہرے اور لمبے کرتے اور بعض رسوم اسبات کے گواہ ہیں

بقیہ حاشیہ ماسبق

۔ پس نہایت قرین قیاس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے یہودیوں سے نومید ہوکر اسملک میں تبلیغ قوم کے لئے آئے ہونگے - حال میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکہی ہے - جسکو لنڈن سے میں نے منگوایا ہے وہ بہی اس رائے میں ہم سے متفق ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسملک میں آئے تہے - اور بعض مصنفوں نے واقعات یوز آسف نبی کے لکہے ہیں جنکے ترجمے یورپ کے ملکوں میں بہی پہیل گئے ہیں - اُن کو یادری لوگ بہی پڑہکر سخت حیران ہیں - کیونکہ وہ تعلیمیں انجیل کی

بقیہ حاشیہ ماسبق

۔ اخلاقی تعلیم سے بہت ملتی ہیں - بلکہ اکثر جملوں میں توارد معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی متی انجیل کا انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت توارد ہے - پس یہہ ثبوت ایسے نہیں ہیں کہ کوئی شخص معاندانہ تحکم سے ایک دفعہ ان کو رد کرسکے - بلکہ انہیں سچائی کی روشنی نہایت صاف پائی جاتی ہے - اور اسقدر قرائن ہیں کہ یکجائی طور پر انکو دیکہنا اس نتیجہ تک پہنچاتا ہے کہ یہہ بے بنیاد قصہ نہیں ہے - یوز آسف کا نام عبرانی سے مشابہ ہونا - اور یوز آسف کا نام نبی مشہور ہونا جو ایسا لفظ ہے کہ صرف اسرائیلی اور اسلامی نبیوں پر بولا گیا ہے - اور پہر اس نبی کے ساتہہ شہزادہ کا لفظ ہونا - اور